رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A 783



M.B.KHAN ARTIST BOGAWAN LUCKNOW

جلد ۹ نمبر ۶

مضامین غیر

جمعہ ۸ فروری ۱۹۲۴ء

رباعیات

ہماری حالتِ زار

مانگوں جو پلاؤ منہ سے روٹی نکلے
کپڑے مانگوں فقط لنگوٹی نکلے
اے ہند یہ کیا خوب مقولہ ہے سنو
تقدیر کسی کی بھی نہ کھوٹی نکلے

اے ہند یو مذہب کو نہ بدنام کرو
نیت کو نہ اس طرح کبھی خام کرو
سب بندے خدا کے ہیں یکا فرمان
اپنا یہ اس طرح نہ انجام کرو

کافر بھی تمہیں ہو اور مومن بھی تم
کیوں عقل موئی جاتی ہے ہر ایک کی گم
بندوں کو خدا کے جو ستائے کافر
اسکے ہوتے ہیں سینگ نہ کہ اور کیا دم

ڈرتا ہے جو اللہ سے۔ کب کافر ہے
بندہ شیطان کا ہے وہ جب۔ کافر ہے
یہ دل ہے خدا کا گھر نہ اسکو توڑو
اچھی مومن۔ بری طلب۔ کافر ہے

ایک دوسرے کا خون عبث چاٹتے ہو
کیوں شل تبر ہر ایک کو کاٹتے ہو
اے ہند یو تم ندیم کی سنبہ سنو
کیوں چشمہ اتحاد تم پاٹتے ہو

دنیا میں رہو خدا کے بندے کی طرح
اچھا نہیں رہنا ہے درندے کی طرح
گرہ کی طرح رہو تو کیا لطف جیو تو
ہر وقت رہو ہر ایک خندے کی طرح

آپس کی مدد کے لیے زردار بنو
سستی چھوڑو ہمیشہ ہاکار بنو
چرخے کی طرح کمر میں باندھے رہو مال
تکوے کی طرح عبث نہ تم خار بنو

تکوے کی طرح رشتہ بڑھاتے جاؤ
اپنے اوپر مگر چڑھاتے جاؤ
گٹھری کی طرح لپٹے رہو الفت میں
ہر ایک کو یہی سبق پڑھاتے جاؤ

اغیار یہاں ہمیشہ ممتاز رہے
ملتے ہوئے ہم ہی روغن تاز رہے

ہم کو وہ بتاتے تھے کھلونا اپنا
جس طرح کہ ڈوری کا بٹہ باز رہے

اپنے پاؤں کے بل کھڑا ہونا ہے
آخر جاگو کہ کب تلک سونا ہے
اسپر بھی حیف کچھ کبھی غور کیا
تقدیر میں ہم لوگوں کے کیوں رونا ہے

ماتم ہند ی ندیم

غزل

چڑھی ہیں کسی تک آستینیں ستم کے خنجر چمک رہے ہیں
وفور حسرت سے ہم ہیں بیخود خوشی میں ہنستے ہیں ان کا تک رہے ہیں
ادھر ہے بابو کو خوف ڈیوٹی سویرے تک ٹھیک دس بجے دفتر
ادھر ہے روٹی کی ایسی قلت کہ گھر میں بچے بلک رہے ہیں
ادھر تو یہ دل آشکستگی ہے کہ ایک تصویر التجا ہوں
ادھر ہے دور شراب رنگیں چھلک رہے ہیں بہک رہے ہیں
انہیں کہاں سنگھنے سے فرصت۔ ادھر خوشامد کی ہمکو حاجت
ہنسی بناوٹ کی ہے لبوں پر۔ مژہ پہ آنسو جھلک رہے ہیں
بنے ہیں وہ کھیل میں مداری گلے میں رسی ہے ایک ہمارے
وہ بھکیاں دے رہے ہیں اور ہم اچھل رہے ہیں پھدک رہے ہیں
ہمارے ہی شہر میں یہ آ کے اور ہماں کو دعوت نہ ہم کھلائیں
ادھار ملتا نہیں کہیں سے تلاش زر میں بھٹک رہے ہیں
فقط مقدر ہے اپنا اپنا جہاں میں اور ہیں اپنی آنکھیں
کسی سے مستی ٹپک رہی ہے کسی سے آنسو ٹپک رہے ہیں
قتیل سے کوئی جا کے پوچھے کہ دل بھی ہے ٹھیک یا نہیں ہے
یہ آج حضرت کو کیا ہوا ہے جنوں میں کیا کیا یہ بک رہے ہیں

اودھ پنچ: بہت خوب چوکھا رنگ ہے۔

نئے سال کا دولھا

اے اڈیٹر پنچ۔ ہمارے ایک دوست کو قاضیان شرع نے یکہ و تنہا پاکر بجرم تجرد حسب ضابطہ قرآنی بہ نکہت و تملت کی سنتی زنجیر میں گرفتار کر لیا اس عمر قید (جس سے) ملزم کے ساتھ ہی کئی ہزار دو پیہ جرمانہ بھی تجویز ہوا ہے جسمانی تعزیر سائیوں کا حق ہے گا لیا لونڈیاں دنگی غرضکہ سب گتیں پوری ہو جائیں گی تو قلم خاطر کیوں اپنی کھلی نہ شائے لہذا اپنے دوست کے سر بار خر کی طرح یہ سہرا لادتے ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

(مسلسل)

ہے کسی سہرا کا نوشاہ کے سر پر سہرا — بار عشرت سے نکالے گا بگو در سہرا
بوئے گل کے عوض آتی ہے جھلک کیسی — غالباً سو گئی شب کو جو چھوڑ کر سہرا
خس و خاشاک کے دھوکے میں سپر نوشہ ہے — رے اٹھے مجھ کو بنانے کو کبوتر سہرا
بالو میں کلیوں سے لگاؤ بڑھا کر حسن بلند — تاکہ ہو سرو چراغان وہ منور سہرا
شرم کی وجہ سے نوشاہ جو جھک جاتا ہے — چوم لیتا ہے بصد فخر سلیبر سہرا
شیپ نوشاہ نے جوڑا کے جڑی بالی کے — جب لگا باندھنے کنگھی پہ وہ لولر سہرا
پھیلا ہو گیا نوشاہ کے سر کا گودا — رات ہی بھر میں ہوا بوجھ سے دوبھر سہرا
گردنی بن گیا نوشاہ کا نیمہ جامہ — رخ پہ تاگھن کا کھیرا ہے سرا سر سہرا
سر پہ شملہ ہو کہ شمع رخ روشن پہ لگو پہ — اسکی تابش سے بنا لیمپ کی جھاڑ سہرا
ہے جو شیش کا اوپر تو گلوں کا نیچے — منظر باز غنی ہے تلے اوپر سہرا

روز دلہا فیاض ہے اسواسطے دیکھو ریاض
لائے گلہائے ظرافت سے بنا کر سہرا

راقم ——— ریاض چرولی

غـــزل

مبتلا ہوں گردش افلاک میں — جور گردوں سے ہے اب دم ناک میں
جو گیا بزم بت بیباک میں — عشق نے اسکو ملایا خاک میں
ہو نہ حسرت کا بھلے کیں کے — نیم کا تنکا ہے اُن کی ناک میں
غافلو ہشیار رہنا اب ذرا — رہتے ہیں ہر دم وہ دل کی تاک میں
نعت میں کیوں ہو مرے قاصد کا خوں — کیوں نہ بھیجوں انکو میں خط ڈاک میں
کچھ نہیں ہو تو فقط دل ہی سپرے — نقد جاں بھی ہے تری املاک میں
دل جا لگا بولے وہ کہ کھو گیا — ڈھونڈھ لو جا کر خس و خاشاک میں
سرو قد کہتے ہیں انکو سب جوان — کیوں نہ اکڑیں وہ ہری پوشاک میں
جھڑ گئیں پلکیں خنکار اب کیا کریں — تیر مژگاں ہی نہیں فتراک میں
تیغ ابرو کھینچ کر کرتے ہیں بات — تا نہ آئے فرق اُن کی دھاک میں
تیری اور میری لغت ہے تو ایک — فرق ہے بس پاک اور ناپاک میں

آئے گا فرہاد گلشن کا مزہ
پھول جو لاکھوں کھلینگے ڈھاک میں

راقم ——— فرہاد چرولی از جون پور

معذرت

صفحہ ۹ و ۱۰ پر جن مشتہرین کے اشتہارات تھے اُن کو خود دیکھ کر صرف ۱۰ فارم چھپنے کے بعد خط سے آواز آئی اور کٹ سے تیر صاحب بول گئے لہذا اس نمبر اشاعت اشتہارات کسی حساب میں نہیں ہے۔

منیجر

معیار زبان

نمبر ۲ ضمیمہ یکم فروری سنہ ۱۹۲۳ء

اب بھی لکھنؤ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں کے فصحا و شعراء انگریزی کی تقلید بلا شعر کہتے ہیں اور کسی بے ڈھنگے طرز کے موجد نہیں بنتے۔ اہل لکھنؤ زبان غیر کے محاورات کا لفظی ترجمہ نہیں کرتے۔ اگر کسی زبان کی مثل یا محاورہ قابل قبول ہوا ہے تو اسکا استعمال اپنے مذاق کے موافق اپنے مانوس الاستعمال الفاظ میں کرتے ہیں مثلاً "رقص کردن خود ندانم صحن را گوید کج است" کا ترجمہ "ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" ہے۔ انگریزی مثل Bad Carpenter quarrels with his tools کا ترجمہ کرنا ہوگا تو مذکورہ بالا مثل صرف کرینگے۔ یہاں ترجمہ کرینگے کہ "برا بڑھئی اپنے اوزار سے جھگڑتا ہے" فصحا ایسے ترجمہ شدہ مثل کو مذموم سمجھتے ہیں۔ بخلاف ان حضرات کے جو مذاق انگریزی و روش انگریزی کے دلدادہ ہیں۔ بالارادہ کوئی بزرگوار تو محاورات کے ترجموں کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ کوئی تحریر پروالہ ہیں۔ کوئی صاحب متمنی ہیں کہ اردو ایسی لکھی جائے کہ پڑھنے والے کو اصلیت (اور جنلٹی) کا گمان ہو بلکہ یہ معلوم ہو کہ کسی انگریزی عبارت کا ترجمہ ہے۔ انگریزی کے فصحا تو خیر لیکن تعجب کا مقام ہے کہ کوئی صاحب ناولسٹ میں کوئی صاحب ڈراما لکھتے ہیں حالانکہ ناول اور ڈراما انگریزی کا کوئی پڑھا ہی نہیں نہ اتنی انگریزی آتی ہے کہ محاسن ڈرامے او افسانہ کے سمجھ سکیں۔ ۔ ۔ غرض صرف یہ دیکھا کہ عبارت کا شیطان کی آنت ہو جانا یا فقرہ مضمون کا بہروشت شتربن جانا انگریزی ناولوں کی ایک خوبی ہے۔ کیا ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اجی اگر کہیے تو صرف اتنی ہی بات کو "اللہ نے آئی ہے جس کے سرور ہو کے اتنا بڑھا دیا کہ شاعروں کی شب ہجر معشوقوں کی زلف بے حقیقت ہو جائے مثلاً "میرے محبوب دلنواز تمہارے قرب محاسن و محامد و فضائل و مکارم اخلاق سے امید ہے کہ تم اس فرش و بساط استراحت پر قدم رنجہ فرما کر میرے کاشانۂ دل کو جو کہ شدائد ہجراں سے ویران و دست برد آلام و اسقام و مصائب فراق سے کلبۂ احزان نظر آتا ہے بغیر کسی عذر بارد و حیلۂ معقول کے ایک ایسے انداز سے جو کہ پاک و پاکیزہ تعلقات ازدواج کا مقتضی اور ایک زوجہ کے حسن خدمات کا بہترین صلہ اور تعلیمات اسلامی کے شعبہ مساوات حقوق کا ایک ذریں اصول بلکہ حکمت الہیہ توالد و تناسل کی مجبوری کے لازمہ شان ہے اپنے دل کو ان طمانیت سوز جذبات سے خالی کر کے جو وجہ جب ورنجید ناگہانی کر خفیت واقعات کے مضطرب نظر آتا ہے آباد فرما کر ممنون منت فرماؤ گے اور میری پیچ ذقت کشیدہ آنکھ کو زیادہ دیر تک انتظار کی زحمت میں مبتلا کر کے محروم خواب نہ رکھو گے" (منقول از اودھ پنچ جلد ۸ نمبر ۶) اس طرز عبارت آرائی کو فصحا نے بنظر حیرت ملاحظہ فرمایا۔ اپنی منشی کہ "اطناب ممل جسکو انھوں نے معیوب سمجھکر مذموم و متروک کر دیا تھا آج اسکی قدر و قیمت کتنی

بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ ابھی حال میں ایک ماہوار رسالہ میں کسی فصیح مضمون نگار نے بعنوان "خونابۂ دل" ایک نثری مضمون تحریر فرمایا تھا ہم اسکے چند فقرات نقل کرتے ہیں:۔ "آہ اے میرے ہم جلیس و ہمنشین نہ پوچھ حال دل خون گشتہ نہ پوچھ میرے حال پر چھوڑ دے اچھا اگر تو نہیں مانتا تو سن ہم کو بیل بے رنگی کے بچے سے میرا دل چھپایا جا رہا ہے

آہ وہ دل۔ درد کا پامال ارمان بھرا دل۔ حنائے سودہ کی ایک لہر جسکو اپنے دست نازنین سے ملنے والا کوئی نہیں" اسی قسم کے مہملات سے اس مضمون آخر میں انشا پرداز نے دفتر کے صفحے بھرے ہیں۔ کبھی اس بچے سے دل کا خون بہایا ہے کبھی کر دل خنجر میں عرق کھینچا ہے آپ اس عبارت کو دیکھیے اور پھر ہمارے استاد الاساتذہ حضرت میر تقی میر جنت مکین کا یہ شعر پڑھیے ؎

آنکھوں سے جو حال دل کا پوچھا
اک بوند ٹپک پڑی لہو کی

تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دل یوں خون ہوتا ہے اور فصاحت اسکا نام ہے۔ اس جملہ کا مقابلہ اس شعر سے کیجیے ؎

ہم گیا خون کف قاتل پہ مرا میر زبس
ان نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتے دھوتے

"اس رو رو دیا میں میکانوجی کا کوئی شعبہ و واردات قلبیہ کا کوئی جزو باقی نہیں رہا ہے۔ حسد۔ رشک۔ ضد۔ ندامت۔ غصہ۔ افسوس۔ پشیمانی۔ تنگ مزاجی۔ نازکی۔ جس پہلو سے خیال کیجیے وہی موزوں نظر آئے گا۔ حنائے سودہ کی لہر سے خدا بچے اس کی رکاکت خدا جانے کس مذاق کو پسند ہے۔ اڈیٹر کی لفاظی بھی قابل داد ہے جس نے مضمون کے سر پر مضمون نگار سے باین الفاظ شناسائی کرائی ہے "آج ہم ملک کے مسلم الثبوت قادر الکلام انشا پرداز .... کا ایک مضمون بصد شکریہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں...." الخ

الغرض یہ وہی لوگ ہیں کہ باوجود بے مائگی با نجوں سواروں میں داخل ہو کے اپنی شہرت کے خواستگار رہیں۔ خوشامدی ٹٹو ہیں کہ اپنی سوسائٹی میں تو بوجہ کم علمی اور عدم قابلیت قدر نہیں ہوتی پبلک میں اسی بہانہ کچھ نام و نمود ہو جائے۔ یا یا وہ لوگ ہیں جنھوں نے اُردو علم ادب کی شیرینی نمکین کی محاسن اور خوبیاں ادب اُردو کی ان کو معلوم ہی نہیں فقط زبان غیر میں مہارت حاصل کی ہے مثلاً انگریزی میں فاضل ہیں اور صرف اسی طرز و روش انکے پیش نظر ہے ساون کے اندھے کو ہرا ہرا معلوم ہوتا ہے اور اُن کو یہ دیوانہ پڑھا۔ مذاق انگریزی بےمفہوم انگریزی۔ طرز و روش انگریزی فقط الفاظ اُردو بلکہ فقط اُردو بھی نہیں آدھے سے زیادہ الفاظ بھی انگریزی لکھ کر صاحب تصنیف ہو گئے اور اگر کسی صاحب ذوق سلیم نے اس خامہ فرسائی کی مصلحت پوچھی تو لفظی ارشاد کر دیا کہ ادب اُردو میں یہ ترقی ہے۔ جو کسی نے خلاف محاورہ ہونے کا الزام دیا تو فرما دیا کہ زبان تو ہر برس بعد بدل جاتی ہے۔ اور اسکا خاتمہ ہو چکا ہے۔

افسوس ہے زبان بدل جاتی ہے یہ تو صحیح ہے مگر یہاں یہ ظلم ہے کہ زبردستی زبان بدلی جارہی ہے۔ شمس العلماء ذکاء اللہ نے رضا کار والنٹیر کا ترجمہ نا پسند کیا ہے۔ حالانکہ زبان بالکل اس طرح بدلتی ہے کہ جس طرح جاڑے کی پوشاک گرمی میں بدل جاتی ہے۔ اب اگر کوئی قبل از وقت جاڑا باقی ہو اور گرمی کے کپڑے پہن لے تو لوگ اسکو مدام حرا بنو ہشم کا مصداق سکتے ہیں۔ الفاظ جدید جس وقت جائز الاستعمال ہیں جب وہ اسقدر مانوس ہو جائیں کہ ضرورت انکے ترجمہ کی نہ رہے۔ یہ کوشش نہ کی جائے کہ ایک پارٹی چند الفاظ زبان غیر اس لیے بولنا شروع کر دے کہ یہ داخل زبان ہو جائیں۔ یہ ملحوظ خاطر رہے کہ الفاظ دوسری زبان کے اکبارگی داخل زبان نہیں ہوتے۔ عرب تعریب کا تصرف کر کے بولتے ہیں مثلاً چراغ کا معرب سراج ہے۔ اہل فارس مفرس بنا لیتے ہیں اگر اُردو میں بھی الفاظ انگریزی مفرد بولے جائیں تو کیا قصور ہوا۔ لالٹین بجائے لینٹرن یا تولیہ بجائے ٹاول اگر ہم بولیں تو کیوں ناگوار خاطر ہے۔ ہم لیمپ کو لمپ کہتے ہیں اور اسکا مفہوم بھی خاص ہے کہ ضرور وہ اسپر چمنی وغیرہ لگی ہو۔ یا بتی ہمارے یہاں شمع کو کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی صاحب نوکر سے چراغ منگوائیں اور اس غریب کو لیمپ لانے کا حکم دیا ہو تو وہ بیچارا مٹی کا سکورہ کہ وہ تیل ڈال کر ہرگز نہ لائے گا بلکہ لیمپ ہی اُٹھا لائے گا۔ یا اگر ارشاد فرمائیں کہ بتی لاؤ تو وہ غریب شمع جلا کر لے آئے گا چراغ یا لیمپ نہ لائے گا گو کہ بہت دن سے لال بتی

سگرٹ بازار میں بک رہے ہیں اور سگرٹ کے کیس (ڈبے) پر فلاں قسم پر پلٹن کی بنی ہوئی ہے آجکل اکثر اخباروں میں ایک مضحک اشتہار شائع ہو رہا ہے جس میں لکھا ہے کہ امراض پیشاب گاہ و زنانہ و مردانہ۔ عجیب لیاقت مشتہر صاحب نے صرف کی ہے پیشاب گاہ از جہاں بیٹھ کر پیشاب کیا جائے اُس جگہ کو کہتے ہیں وہ جگہ بیمار کبھی نہیں ہوتی۔ اور دوسرا احتمال جو لفظ پیشاب گاہ سے ہے وہ قوائد تحریر و تقریر کی تمیز کا مشق امراض اعضائے تولید کو دیتے ہیں ان کی رائے میں عام فہم ہوتا۔ یہ تو بازاری زبان اور گری ہوئی زبان کو سلاست کا خطاب دیتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم ان نیچرل شاعر

وائے چائے کا عشق

اور

مزدور شاہی کا دور

وائے ہم لوگوں کا حال بھی سندباد جہازی سے کم نہیں اُس بیچارے کو تسمہ پا آدمی سے سابقہ پڑا تھا ہمیں ریزے میکڈانلڈ سے۔

پیر تسمہ پا نے جب سندباد کو ویران جزیرے میں دیکھا تو لگا خوشامد کرنے:۔

"اخاہ السلام علیکم و علیکم و اہلکم و اکرم و اخیکم۔ آیئے تشریف لایئے اہلاً و سہلاً و مرحبا۔ آپ کیا آئے اس غریب بے دست و پا کی زندگی آگئی۔ ذرا قریب آیئے تو عرض حال کروں۔ اگر پاؤں سے اپاہج نہ ہوتا تو خود ہی استقبال کرتا۔"

ریزے میکڈانلڈ صاحب نے قبل وزارت ہندوستان میں بیداری نام سے ایک کتاب لکھی۔ ہائے ہندوستان کی داستان اُس وقت کس زور پر تھی! آلی زچا کر اپنے بچے کی داستان ہوگی تو اتنی ہی ہوگی لکھ کر پہنچا آتا تھا۔ ہائے ہائے غضب خدا کا ہندوستان پر [illegible] ان ناخدا ترسوں کو دیکھو یہی تو دیا دل دی کہ فوج پر خرچ بھرتی کی جا رہی ہے اور لگان نہیں ہوتا۔ ہندوستان کی دس فیصدی آمدنی صرف ہندوستان کو ملتی ہے اور نوے فیصدی افسروں کے کیسے لگتی ہے تعلیم کی مد میں خاک اُڑتی ہے۔ ٹیکس بڑھائے جاتے ہیں آمدنی پہ پہنچے جان سوکھتی ہے تنخواہ پر کتا پڑ رہے ہیں۔ فاقہ زدہ رعایا کے تن بدن میں اتنا بوتا نہیں کہ ایک سال کی گرانی بھی جھیلے۔ ریلوے کی ایجاد بھی غریبوں کی سوکھی رگوں میں جونک بن کے چمٹ گئی جن غریبوں کو ایک وقت کی روٹی پیٹ بھر کے نصیب نہ تھی وہ گرانی کے زمانے میں بھی پیداوار اتنا نہیں بچا سکتے کہ باسی بچے اور گنا کھائے اِدھر فصل کاٹی اُدھر جہاز پر لادی چلتے۔ نہ خاک اُڑے نہ خاک پڑے۔ بھرو ہی سوچی کے سوچی۔ بچا کچھا مہاجنوں نے اپنے گھر میں بھر لیا۔ کاریگری کا یہ حال کہ یورپین سرمایہ داروں کی ایک ٹھوکر بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ جو سے سے روئی اور چونے ہم اٹھا لیجاتے ہیں۔ اور پھر سو گنوں پہ تا دو دیتے ہیں کہ دیسی صنعت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی تعلیم اتنی خراب کہ لاوارث بچوں کی طرح در در گلی کوچے میں وکیل ہی وکیل نظر آتے ہیں۔ زراعت کا یہ حال کہ غریب دیہاتی کنوا کھیت میں زندگی کاٹتے ہیں یا کچہریوں کے میدان میں وکیلوں کا گھر بھرتا ہے اور ساری خلقت تباہ۔ آ میری جان ہندوستان میں تجھے کلیجے سے لگا لوں ارے تو جن ماں کے بچے پر جو ظلم ہوتے جا رہے ہیں ہم خوب سمجھتے ہیں صبر کرو بیٹا صبر کرو۔ ہم تم دونوں مزدور ہیں ہم بھی ظلم سہتے ہیں تم بھی سہو (جو کتاب لکھی ہے کہ ضبط ہو گئی اور ہم نے نہیں دیکھی جن لوگوں کو ریزے صاحب کے ساتھ مناظرہ بازی کرنا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں وزیراعظم ہونے کے بعد حکم ضبطی یقیناً منسوخ ہو جائے گا)

پیر تسمہ پا کی باتیں جب سندباد جہازی نے سنیں تو تکلیف سفر آدھی رہ گئی۔ ہمدردی کا ملنا اور پھر جہاز تیار ہونے لگے [illegible] تیار ہو کر شکر ہے حضور [illegible] جانے کے بیچ میں تمام دنیا کا انقلاب گردش کر رہا ہے جانے نہیں مریخ کا حلقہ ہے [illegible] ارض کی بل کھائی ہوئی زرہ ہے جوڑے کے بالوں کا جوڑا ہے شمس کے سر کی انگوٹھی ہے۔ چاند کا زردہ زہرۂ فلک کا دوپٹہ ہے۔ مشتری چرخ کے زیبا خانے میں بھیرویں کی بیٹی ہے۔ یہ نورانی داڑھی والا پیر مرد جسکی قبا عالم کی ستر پوشی ہے [illegible] الفنسی ہوتی ہے۔ جسکے نتھنوں میں سارا افغانستان سما جائے تو خیر ہو جسکی داڑھی دنیا دار [illegible] کی شکستگی درم کرکے بنائی گئی۔ [illegible] القدر کی کالی [illegible] لگائی گئی۔ خوب [illegible] غریب سندباد ہمدردی کا جبر کا سندباد قریب گیا۔ قریب جانا اور قریب کا تھا ایک ہی بات۔ بڑے میاں نے پاؤں پھیلائے۔ بیٹا میں بھی اپاہج زندگی لیے گنبد سے [illegible] لادے گھر تک پہنچا دو بیٹے نے حکم واخفض لہما جناح الذل انکسار کا بازو جھکایا۔ سمجھ بوڑھے باپ نے چڑھی کا تسمہ سا پاؤں مانند مار کی طرح پیچ و تاب کھانے لگے۔ ایک حلقہ گردن میں دوسرا سینہ پر تیسرا کمر میں [illegible] ہانپنے کا یارا نہ رہا۔ بڑے میاں نے فرمایا۔ ہاں میرے گھوڑے ذرا [illegible] تو دیکھا۔ اب آؤ تو جاؤ کہاں سوائے لا تقل لہما اُف پر عمل فرمانے کے چارہ ہی کیا تھا [illegible] کی چال کھانے



ہند:- "کیوں حضرت؟ بڑی بوا (لیڈی انگلشیہ) کے گھر میں جو آگ لگی ہے اُسکے لوکے یہاں تک تو نہ پہونچیں گے؟"

فائرمین:- "پہونچیں یا نہ پہونچیں یہاں اختیارات کا دم کلا پہلے ہی سے تیار ہے"

(دہکیوں کا چھینٹا اور پرسنل آگ؟)

بڑے میاں جب ناراض ہوتے تو گلے کا تسمہ کسیقدر اور کس دیتے دم گھٹنے لگتا اور کھانسی آتی - بڑے میاں فرماتے ہاں بیٹے گھوڑے ہنہنانے جا۔ غریب سندباد نے تکلیف رفع کرنے کو ایک تونبی (کدو) میں آب انگور بھرا اور شراب تیار کی مگر حضرت شیخ البحر پیر تسمہ پا سے وہ بھی نہ بچ سکا آخر سندباد کے ہاتھ سے جام کدوے دراز چھینا اور ایک جرعہ پی گئے پیتے ہی پی گئی اور سندباد کی پشت پر کھیلیں کرنے - آگے جو اس قصہ کا انجام ہوا اس کو ہمارے مضمون سے لگاؤ نہیں لیکن دماغ سے عقل فسادیوں خارج ہوئی جیسے کدوے شراب - چوروں نے موٹی بیگاریوں نے مچھلی پائی -

"بیداری ہندوستان" میں ناداری ہندوستان کا قصہ پیر تسمہ پا کی تسخیری گفتگو کی تمہید سمجھیے - بھولے بھالے ہندوستانی لگے بغلیں بجانے کہ بھئی واہ کیا انصاف پسند طبیعت پائی ہے ایسا منصف مزاج شخص اس قابل ہے کہ اسے دل میں جگہ دیجیے سر آنکھوں پر بٹھایئے پشت پر لادے لادے پھریے غرض محبت و انکسار کا بازو جھکا اور اس ہندی شیخ البحر کی الفت نے جا دی گانٹھی - مگر ہوتے ہی گانٹھ کا ٹنے کا دستور کوئی نیا دستور نہیں ہے -

خوف بھی ٹا مظروف ہوا - اب جو ہوا دماغ میں بھری تو بہکنے لگے - بیداری ہندوستان کا اثر دھمکیوں کی دارو سے بیہوشی سے زائل کرنے کی فکر ہوئی - یعنی "بیداری ہندوستان" کا سبق تو اسوقت رٹنے کے قابل تھا جب بالشوزم کی الفت نے سرمایہ داری کے گلا نے شروع کرائی تھی اور مزدور پرستی نے تین ترک سر جھکائے تھے اسوقت بھولے سے بھی "آئین پسندی" یا "آئینی جدوجہد" کا لفظ زبان پہ آنا خلاف مصلحت تھا۔ محبت دنیا کی ہمدردی درکار تھی - لال لال جھنڈا تھا اور مزدور تھے - لڑنے مرنے مارنے پر آمادگی تھی اپنے مجبوروں نے جو تسمہ پائی ہندوستان کے ساتھ کی تھی وہ اس لیے کھائی جاتی تھی کہ ہندب

پڑوسیوں کو مزدوروں کے دعوے مضبوط معلوم ہوں حق گوئی کا یقین ہو جائے یہ ہندوستانیوں کی حماقت تھی کہ محض "بیداری" کی نسبت اپنی ذات کے ساتھ منسوب ہوتے ہی بیدار کنندہ کی ستائش میں قصیدے پڑھنے لگے - ذرا سے تان دیتے ہیں چوڑھے پڑ گئے انھوں نے بالکل زمانے کے رنگ کو نہ دیکھا وہ سمجھے کہ ملک ان مزدوروں کے ہاتھ میں اپنی باگ اس لیے دے رہا ہے کہ ساری دنیا کے مزدور شیخ چلی کی طرح حکومت کا خواب دیکھنے لگیں انھیں یہ نہ سوجھا کہ مزدوروں کی حکومت بھاگتے اسلیے میسر کیا ہے کہ روسی انقلاب سے نجات ہو اور جو ہنگامہ اثنائے جنگ میں میاں لینین اور ٹراٹسکی نے بسپا کیا تھا اسکی نقل یہاں نہ ہونے دی -

اب جو تقریر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی (ہمارے گراموفون سنا رہے ہیں اور جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ تقریر وزارت کی مسند نشینی سے پہلے کی ہے۔ اسکا مقصود بالکل واضح ہے۔ بیداری ہندوستان کا گیت کسی کو چوکانے کے واسطے نہیں گایا گیا تھا۔ اصل یہ ہے کہ سوتے بچے کا منہ چوما بچہ کنمنایا ماما جی لگیں لوریاں دینے "آ جا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا میرے بچے کی آنکھوں میں گھل مل جا - میرا بچہ جاگے تو جاگنے نہ دوں - نیند کھلا کے جھنجوڑی ہی دوں" جو لوگ اس مثل کے معنے جانتے ہیں -

"گھوڑا دانے گھاس سے دوستی کرے تو کھائے کیا؟" وہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے اس قول کی حقیقت بھی خوب سمجھ سکتے ہیں (ترجمان پنچ): -

"سنو بھائی ہندوستانیوں دنگے فساد سے کام چلنے والا نہیں ہے آئینی جدوجہد کرو برطانوی ہم بھی یہ برطانیہ کے وقار کو باقی رکھنا ہر ایک برطانوی کا فرض ہے جہاں آنچ آئی ہے تو آیا کرے تمہارے واسطے دیسی مچھلی کھیا اور خشکی رکھی ہے - اس خیال میں نہ رہنا کہ لبرل - لیبر - اور قدامت والے کنسرویٹو الگ الگ ہیں ان سب میں ایک ہی لام ہے - اور یہ لام اسیوقت بند ہو جائے گا جس وقت تم نے پر پرزے نکالے"

یہ مقولہ وزارت کے قبل کا ہو یا بعد کا مسند وزارت فرق سکان ہے اگلے پچھلے زمانے کا خیال عبث ہے - مقولہ آپ ہی کا ہے آپ گویا کہ وہی جو پہلے مزدوروں کے قبلہ گاہ تھے اب وزیروں کے مورث اعلی ہیں -

کانگریس والوں کے گنبد گوش میں یہ صدا گونج رہی ہے : -

"گھوڑا دانے چارے کا عاشق ہے تو کھائے کیا۔ دل کہتا ہے کہ اللہ نے وہ دن دکھایا - یادہ سو برس بعد گھوڑے کے دن پھرے - مزدوروں کا دور دورہ ہوا - جونی کہتی ہے مجھے کیسے کھاؤ گے اب جو میرے سوراج کے نہیں - اللہ رکھے ہم بھی مزدور ہیں اگرچہ انگلستان سے دور ہیں بڑھیں گی سرمایہ داران ترقی کے شانے سے شانہ ملا کے بیٹھیں گے - یہیں سوراج ہے گا صنعت ہو گی ہماری حرفت ہوگی ہماری -

مگر ریمزے میکڈانلڈ کی دھمکی کہتی ہے "چہ خوش! چرا نباشد! اگر وجا ہیں منہ دھو رکھو بھلے مانس پھر ہم کیا ڈھونڈنے بجائینگے؟ تمہاری صنعت تمہارے ملک میں پھیلی تو یہاں کے مزدور صرف جورو کے مزدور رہ جائینگے - مال کی کھپت کہاں ہوگی - کچھ نہیں یہ آئینی جدوجہد کے سراسر خلاف ہے" - یہ تو نرا گھوڑا دانے چارے کا عشق ہے"

دل کہتا ہے کہ زراعت ہماری ہوگی - اپنے اپنے کھانے بھر کا غلہ پیدا کرینگے - گاڑھی کمائی کا ہے کمایا ہوا مال (باصطلاح علم پیداوار) جیسے جوٹے سے روئی ہے - ریر ہے لاکھ ہے اپنے ہی کارخانوں کو دینگے - غلہ سے جو زمین بچے گی وہ ان چیزوں کی کاشت اور ساخت میں صرف ہو گی - ایک بھائی بوئے جوتے گا دوسرا کاتے گا جو تھا بنے گا پانچواں بیچے گا - سونے کے مکان کھڑے ہو جائیں گے -

ریمزے میکڈانلڈ کی دھمکی جواب دیتی ہے - [illegible]

نام نہاد دل ہی گیا کیا درباں پیوست ہیں۔ جلا سخن تو سہی جو تم ہیں کا بل ہو گئے۔ تو پھر ہم کیا تھا آگے جائیں گے۔ بس خاموش ہو جاؤ دانے چارے کا عشق ہے ہو تو ابھی کہی۔ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں۔ مدد یہ مزے اڑائیں۔ ابھی ہم برتیں گے کیوں جو تم دھار پکڑ کے چلے آؤ۔ خبردار جو آئین شکنی کا خیال بھی کیا تو تم ہی جاؤ گے۔

دل پرزہ براہے کہ بیرونی تجارت پر بھاری بھاری محصول لگائیں گے تاکہ ہماری دیسی تجارت کو فروغ ہو اور دیسی تجارت بیرونی تجارت کے سامنے منہ کی کھائے۔

ریڈرز سیکڈانلڈ صاحب کی انگلی یا کچا تیر آنکھیں دکھاتی ہے کہ: "ہائیں ہائیں پھر وہی! اجی ہندوستان کے باہر تو ہم بھی رہتے ہیں جو ہمیں ہی منظور ہوتا تو تحفظ تجارت کی پالیسی پر اپنے کنسرویٹو بھائیوں کی ہاں میں ہاں نہ ملاتے۔ دیکھو سنبھلو۔ حد سے نہ بڑھو۔ یہ دانے چارے کا عشق ہے اس میں کسی کی مروت نہیں کی جائے گی۔

دل نے خواب دیکھا۔ اب کیا ہے۔ جدھر دیکھو ہندوستانی بھائی عہدہ پر براجتے ہوں گے اوپر سے لے کے، بلاٹنگ ہندوستانی ہی ہندوستانی فوج بھی ہندوستانی۔ سولین بھی ہندوستانی۔

ریڈرز سیکڈانلڈ کی دھمکی نے جھنجھوڑ دیا۔ "زبان دردہان دارد" یہاں کی لاٹھی یا بتی خونگیر کی بھرتی پھر کر مرجائے گی۔ ہائیں۔ یہ بے آئینی؟ یہ بے وقتی۔ یہ سرشوری۔ یہ گستاخی۔ ہم نے زور دوری کے نام سے جو قبضہ ملک پر کیا ہے تو اسلئے کیا ہے کہ "دانے چارے سے عشق پیدا کریں" یہ لبرل جو ہمارا ساتھ اسوقت دے رہے ہیں کل ہی بگڑ کر پھیر لینگے اور کنسرویٹو جماعت کے ساتھ مل جائینگے۔ پھر ہم بڑھو توں۔ اور تم بھی لنگڑدوں کوں۔ برائے نام جو زور شاہی کا لطف تم کو ملا تھا وہ بھی جاتا رہے گا۔ الغرض عشق ہے عشق! اور پھر دانے چارے کا عشق" ہے

عشق از ہیں بسیار کردست و کند

ریڈرز سیکڈانلڈ عاشق ہو گئے ہیں لیکن شکر ہے کہ ہمارے وزیر ہند مسٹر بنڈنی ابھی کا عشق ابھی اتنا نہیں بڑھا ہے آپ کہتے ہیں کہ تعصب سب تعصب ہے۔ تعصب شیخی کا دوسرا نام ہے رنگ اور نسل پر غرور بھی غلبہ کا پیدا کیا ہوا ہے شیخی دیرپا نہیں ہوتی۔ برسٹل میں غلاموں کی تجارت شروع ہوئی۔ ہندوستانیوں پر ہم نے فتح حاصل کی۔ فاتحانہ غرور نے تعصب بنا دیا۔ کچھ شیخی بگھارنے۔ امریکہ والے غریب حبشیوں کو زندہ جلا دیتے ہیں محض اتنی سی بات پر کہ خدا کی شان! شب گونی اور روز روشن سے تال میل! باوجود اس تعصب کے مینا زاغ اور سیاہی کا جوڑا اکثر پھڑک پکا۔ یورپین نسلیں زیادہ تر عیسائی ہیں مگر عیسائی مذہب انکے دماغ کا تنکہ نہیں۔ یہ گورے رنگ والے حبشیوں اور چینیوں سے بھی تہذیب میں گرے ہوئے تھے آج گو گرے نہ رہے اور چیلے شکر ہو گئے۔ اس تعصب کو دیکھیے کہ دوران جنگ میں جو ہندوستانی سپاہی انگلینڈ کی سیر کرنے آتے تھے ان پر بھی جلے ہوئے اور آخر ان کی آمد بند کرنی پڑی۔ مگر میں دو (وزیر ہند) کہتا ہوں کہ انصاف کی حس معطل ہو گئی ہے (غلط!) ایسا تھوڑا لارڈ ریڈنگ کہہ چکے ہیں "اینیم" یعنی شیخی ایک دن کرکری ہو جائے گی کیا ستم کہ بارہا شیخی اور ریڈنگ نے نیچا دکھایا ہے کل کی بات ہے کہ عورتوں کے حقوق پامال کرنے پر تلے ہوئے تھے پھر اسکا کیا پھل پایا۔ بڑے بول کا سر نیچا۔ جس حکمت اور سائنس کے بوتے گھمنڈ دوروں پر کر رہا تھا یا جاتا ہے اگر اسی علم کو انھوں نے بھی سیکھ لیا اُسی دن شیخی اور تیس کانے " کی مثل صل ہو جائے گی آخر عورتوں کے دل تھا اور کالوں کے دل نہ ہوگا؟ سب کی دو رقمیں اسی تاک میں لگی ہوئی ہیں۔ ایک دن آئے گا جب ہم پوچھیں گے نائی جی بال کتنے ہیں اور نائی کہے گا کہ گھبرائیں نہیں آگے آتے ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم اپنے دلوں کو تعصب اور گورے رنگ کے غرور سے پاک کریں۔ (خیالات وزیر ہند و تلخیص انقلاب)

خدا کرے آئین نوازی اور دانے چارے کے عشق میں وزیر ہند صاحب مبتلا ہوں۔ اور نظر غور ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں آئینی جدوجہد کچھ بھی حاصل نہیں کی۔ اور جس کسی نے سر اٹھایا خواہ وہ نیت استقلال ہی کیوں نہ ہو اُدھر بغاوت کے سرپر خود آئین اتنا سخت ہے کہ جس اور جدہر کے کچھ سرکاٹنے پر تکرار رہتا ہے یہ سب دانے چارے کے عشق کے کرتوت ہیں۔ بارہا عرض حال کیا کہ حضرت! قانون پر ایک دفعہ پر نظر فرمائیے یہ کوئی نوشتہ قدرت نہیں ہے کہ غلطی کے عیب سے پاک ہو انسانی عقل اور وہ بھی دنیا کی سی عقل نے کچھ گڑھ لیا تھا جسکو انصاف سے کوئی سروکار نہیں۔ زمانہ بدل گیا۔ دنیا بدل گئی مگر دانے چارے کا عشق بدلنے نہیں دیتا۔ خالی دھمکیاں یاد رہ گئی ہیں اور انھیں پر غرور ہے کہ وہ ذرہ ذرہ دل دہلا دیتا گاندھی ازم کو نیچا دکھایا ہے۔ اگر دانے چارے کے عشق کی عینک اتار ڈالی جائے تو سوجھائی دینے لگے کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی جدوجہد پاس شدہ وایڈا (ریان واکس) جدوجہد وہ چاہتے ہیں کہ قانون کی پابندیاں مذہبی اوقاف سے دور کر دی جائیں۔ غریب مرتے ہیں مار کھاتے ہیں مگر کسی پر خود وار نہیں کرتے۔ خیر یہ تو سپاہی پیشہ ہیں جماعتا گاندھی سا بے ضرر شخص بھی برسوں جیل میں رہا ہے اب بیماری کی بدولت رہائی پائی ہے۔ ان بیچاروں نے کبھی بھولے سے بھی رنگ کے تعصب کا خیال نہیں کیا۔ نہ آج کوئی شخص انگریزوں کی گوری رنگت سے جلتا ہے۔

واقف
عشق الدین
بقلم
فلاسفر

ضرورت ہے

(۱) توسیع اشاعت کی۔
(۲) وی پی طلب کرنے والوں کو تعمیل اوقات و اعزازت سے پہنچانا۔
(۳) خط اور منی آرڈر بھیجنے والوں کو نمبر خریداری کی۔ - منیجر

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب [illegible]

اور

[illegible]

[illegible]

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

[illegible]

استاد محمد علی خاں

[illegible]